گئے اور مجھے نہیں معلوم کہ میں یہاں جیل میں کیوں ہوں کیونکہ مجھے یہ جگہ بڑی پسند ہے اور میرا وزن بڑھ رہا ہے۔ یہ کم از کم پانچ پونڈ سے زیادہ ہو گیا ہے۔ جب سے میں شاہی خاندان کا مہمان ہوا ہوں مجھے اس بات سے انکار کرنے کی ذرا پروا نہیں کہ میں مرنے کے لیے پیدا ہوا ہوں اور مجھے ضرور مرنا ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ اس ملک میں رہنے والے بہت سارے ہندوستانی میرے خلاف ہیں لیکن مجھے صرف ایک چیز کی پروا ہے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کون میرے وکیل اور کونسل کا انتظام کر رہا ہے۔ یہ بہت مہنگا مقدمہ ہے اور میں ان کا روپیہ اس مقدمے پر خرچ کروانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں کہیں بھی جانے کو تیار ہوں اور میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوگا۔ وہ میرے لیے بے معنی ہے اور پھر لوگ میرے لیے کیوں تکلیف کر رہے ہیں میں اتنی جلدی مرنے سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ میں پھانسی سے شادی رچا رہا ہوں گا مجھے افسوس نہیں ہے۔ کیونکہ میں اپنے وطن کا سپاہی ہوں۔ تقریباً دس سال ہو چکے ہیں جب میرا بہترین دوست مجھے چھوڑ گیا تھا۔ اور مجھے یقین ہے کہ موت کے بعد میں اسے دیکھوں گا کیونکہ میرا انتظار کر رہا ہے۔ اسے ۲۳ تاریخ کو پھانسی دی گئی تھی۔ اور مجھے امید ہے کہ میں بھی اس تاریخ کو پھانسی پر لٹکایا جاؤں گا۔ چنانچہ اگر آپ کو پتہ چل جائے کہ کون لوگ میری مدد کر رہے ہیں تو مہربانی کر کے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیں مجھے خوشی ہو گی اگر وہ ایک قاتل کی مدد کرنے کی بجائے اپنا روپیہ تعلیم پر خرچ کریں۔

۱۔ تمام لوگوں کو خدا حافظ اور مہربانی کر کے مجھے کتابیں جلدی بھیجیں۔ یاد رکھیے گا میرے پاس وقت ہے اور میں یہاں یہی کچھ کرنا چاہتا ہوں اور ایک دعائیہ کتاب بھی بھیجیے گا۔

آپ کا

محمد سنگھ آزاد

پتہ

مسٹر جہال سنگھ

سیکریٹری گوردوارہ

۷۹ سنکلیر روڈ لندن ۱۴

نمبر ۱۰۱۰

سنگھ محمد
برکسٹن جیل
۶-۴-۱۹۴۰

پیارے دوستو!

میں ابھی آپ کی طرف سے آنے والی کتابوں کا منتظر ہوں۔ مہربانی کرکے ڈریے مت آپ کی کتابیں آپ کو جلد واپس ہو جائیں گی میں نے یہ پڑھ لی ہیں میں جیل میں اچھی طرح سے ہوں۔ کڑھی اور چاول کھانے کو مل رہے ہیں۔ بہت زیادہ آرام مل رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب سے میں یہاں آیا ہوں۔ میرا وزن ۵ پونڈ بڑھ گیا ہے مجھے صرف ہندوستانی کتابوں کی کمی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ کتابوں کے لیے میں کس کو لکھوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ تکلیف بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ مہربانی کرکے میرے لیے یہ کام کر دیں۔

آپ کا گناہ گار

محمد سنگھ آزاد

ہسپتال
ہز میجسٹی برکسٹن جیل
لندن
پی۔ ٹی۔ او

اگر آپ میرے لیے ایک کتاب ہیر وارث شاہ کا بھی انتظام کر دیں۔

میں اس کتاب کو اولڈ بیلی لے جانا پسند کروں گا تاکہ اس پر میں حلف اٹھا سکوں۔ کیونکہ مجھے یقین نہیں ہے کہ انھوں نے ہاؤس آف کامن میں میرا نام تبدیل کیا ہوگا۔ مسز چیمبرلین نے میرا نام ادھم سنگھ کہا ہے۔ اب وہ میرا پادری ہے۔ چنانچہ میں اس کتاب کو عدالت میں اپنے ساتھ لے جانا پسند کروں گا۔ سب لوگوں کو خدا حافظ،

آپ کا گناہ گار

ڈاکٹر وفا راشدی

معارفِ اقبال

معارف اقبال، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی تصنیف ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف برصغیر پاک و ہند کے نامور محقق، مصنف، ماہر تعلیم اور استادوں کے استادِ معظم ہیں۔ راقم الحروف کو بھی حضرت موصوف سے شرفِ تلمیذ پر فخر ہے۔ زندگی کے کٹھن سے کٹھن موڑ پر آپ کی رشد و رہنمائی حاصل رہی ہے ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ جس میں تعلیم و تعلم کے علاوہ مختلف علوم و فنون کے نامی گرامی ماہرینِ وقت بھی شامل ہیں صرف یہی نہیں، بحیثیت عالمِ دین، مفسر، محدث، فقیہ اور ولی صفت عارف کامل ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ ان کی درجنوں کتابیں اردو کے علاوہ عربی فارسی اور انگریزی زبانوں میں موجود ہیں۔ وہ ان تمام زبانوں کے فاضل ہیں۔

ایام طالب علمی سے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کو مفکر اسلام حکیم الامت شاعرِ مشرق علامہ اقبال سے بے حد عقیدت اور کلامِ اقبال سے شیفتگی رہی ہے۔ انھوں نے افکار اقبال کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ معارف اقبال پر گہری نظر رکھتے ہیں، ماہرین اقبال میں ان کا شمار ہو یا نہ ہو وہ اس بات سے بے نیاز ہیں۔ لیکن ان کی فہم و فراست، قرآنی بصیرت، نقد و نظر اقبال شناسی پر دال ہیں۔ تفہیم اقبال کی سعادت، تفہیم قرآن و تفہیم احادیث کے بغیر ممکن نہیں اس لیے کہ کلامِ اقبال کا بیشتر حصہ تلمیحاتِ قرآن اور استعارات احادیث پر مبنی ہے۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان ایک ایسے اقبال شناس ہیں جو علوم قرآن اور معارفِ احادیث سے بخوبی واقف ہیں۔

قرآن اور احادیث کے حوالے سے اقبال سے متعلق ڈاکٹر صاحب کی متعدد تصانیف ہیں جن سے اہل علم و اہلِ نظر باخبر ہیں۔ اس قسم کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ مطالب قرآن، ۲۔ اردو میں قرآن اور حدیث کے محاورات (شائع کردہ ادارۂ تحقیقات

اسلامی اسلام آباد ۱۹۸۰ء)۔ ۳۔ اقبال اور قرآن، علامہ اقبال کی صد سالہ تقریبات ولادت کے موقع پر ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور کی جانب سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ اقبال اور قرآن کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن حکیم کی آیات کریمہ کی روشنی میں علامہ اقبال کے خیالات، نظریات اور افکار کا شرح وبسط کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کتاب کا تجزیاتی مطالعہ علامہ اقبال کی جملہ نگارشات نظم و نثر اردو فارسی کا احاطہ کرتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب "معارفِ اقبال" پہلی بار آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کے زیر اہتمام علامہ اقبال کے سو سالہ جشن پیدائش پر ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن کانفرنس کے نگراں اور سہ ماہی العلم کے مدیر اعلیٰ سید مصطفیٰ علی بریلوی کی خصوصی نگرانی میں طبع ہوکر منظر عام پر آیا ہے۔ اس کتاب کو پروفیسر حمید جالندھری (حال ناشر مکتبہ کارواں لاہور) کے نام معنون کیا گیا ہے۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب نے وہ حق ادا کیا ہے جو ان پر واجب تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے الفاظ میں :

"علی گڑھ کے طالب علمی کے زمانے میں محترم حمید جالندھری میرے ہم سبق تھے ان کی وجہ سے مجھے علامہ اقبال سے شغف پیدا ہوا۔" (اقبال اور قرآن ص ۵)

"معارفِ اقبال" کا پہلا طویل مقالہ ہے "کلام اقبال کا تاریخی وسیاسی پس منظر" ان میں ڈاکٹر صاحب نے اقبال کی شاعری کو تین ادوار (شروع سے ۱۹۱۱ء تک، ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۳ء تک اور ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۸ء) میں تقسیم کرکے متحدہ ہندوستان کے دورِ غلامی کے سیاسی وسماجی حالات، قومی تحریکات اور تحریکِ آزادی کے جہدِ مسلسل کے تناظر میں کلام اقبال کو سمجھنے کے لیے بیسویں صدی کے اول نصف اوائل کے ان عوامل ومحرکات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ جس کی نشان دہی ڈاکٹر صاحب نے کی ہے۔

اقبال کی شاعری کے یہ وہ ادوار ہیں جن میں تحریک آزادی کی وہ کڑیاں مربوط ہوکر زیادہ واضح انداز میں سامنے آئیں جن کا سلسلہ سرسید احمد خاں کے قومی نظریے اور مولانا حالی کی مدس مدو جزر اسلام سے ملتا ہے، سیاسی وسماجی مسائل، مغربی تہذیب وتعلیم پر اکبر الہ آبادی کی کھلی تنقید اور ظرافت کے تیرو نشتر سے مغرب زدہ ذہن کو ایک نئی اور انقلابی سمت موڑنے کی مساعی جاری تھی اس سلسلے کی آخری کڑی علامہ اقبال کے اعجاز سفر کی پیہم لہریں بساط کائنات پر ابھر رہی